السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نکاح کےلئے ولی کی اجازت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

شریعت اسلامیہ میں نکاح کی شرائط میں سے ایک ولی کا ہونا ضروری ہے اس پر کئی آیات قرآنیہ اوراحادیث نبویہ دلالت کرتی ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے "اور مشرکین کونکاح کر کے نہ دو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اورالبتہ غلام مومن مشرک سے بہتر ہے اگرچہ وہ بھلالگے ۔"(البقرۃ: 221)

امام قرطبی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں : "یہ آیت اس بارے میں نص ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں"۔(تفسیر قرطبی 3/49)

مشہور دیوبندی حنفی عالم عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں (لَا تُنكِحُوا) خطاب مردوں سے ہے کہ تم اپنی عورتوں کو کافروں کے نکاح میں نہ دو حکم خود عورتوں کو براہ راست نہیں مل رہاہے کہ تم کافروں کے نکاح میں نہ جاؤ، یہ طرز خطاب بہت پُر معنی ہے صاف اس پر دلالت کر رہاہے کہ مسلمان عورت کا نکاح مردوں کے واسطہ سے ہونا چاہیے"۔(تفسیر ماجدی 89)

دوسرے مقام پر فرمایا کہ "اورجب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو انہیں ان کے شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب وہ آپس میں اچھے طریقے سے راضی ہوجائیں۔ (البقرۃ: 232)

حافظ ابن حجر اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں "یہ آیت ولی کے معتبر ہونے پر سب سے زیادہ واضح دلیل ہے اوراگر ولی کا اعتبار نہ ہوتا تو اس کے روکنے کا کوئی معنی باقی نہیں رہتا اوراگر عورت کےلئے اپنا نکاح کرنا خود جائز ہوتا تو وہ اپنے بھائی کی محتاج نہ ہوتی"۔ یہ آیت کریمہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ کے بارے نازل ہوئی تھی۔ (فتح الباری 9/94) تقریبا یہی بات تفسیر بغوی 2/211 المغنی لابن قدامہ 7/338 ابن کثیر 1/302 اور تفسیر طبری 2/488 میں موجود ہے۔

دور جاہلیت میں ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کے کئی طریقے رائج تھے صرف ایک طریقہ ایسا تھا جس میں ولی ہوتا تھا ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نکاح کی ایسی صورتیں جو ولی کے بغیر تھیں ان کے بارے میں فرماتی ہیں "جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا گیا تو آپ نے جاہلیت کے تمام نکاح منہدم کردیئے سوائے اس نکاح کے جو آج لوگوں میں رائج ہے اور وہ نکاح ایسا ہے جس میں ایک آدمی دوسرے آدمی کو اس کی زیر ولایت لڑکی کے نکاح کےلئے پیغام بھیجتا اور مہر ادا کر کے نکاح کرلیتا۔ (صحیح البخاری) اس صحیح حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ولی کے بغیر نکاح شریعت میں نہیں ہے اسی طرح مسند احمد 4/394 حاکم 2/129 وغیرہما میں حدیث ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا لہذا پہلا نکاح جو ولی کی اجازت کے بغیر قائم کیا گیا وہ درست نہ تھا اس میں تفریق کروادینی چاہیے۔ اب جوان دونوں میں جدائی ہوچکی ہے اور دس ماہ بیت چکے ہیں تو عورت اپنے ولی کے ذریعے جہاں چاہے نکاح کرواسکتی ہے اسے نکاح کرنے سے کوئی شخص بھی روکنے کا مجاز نہیں رہا۔ پہلے جس شخص سے نکاح کیا ہوا تھا اس سے تحریر کے مطالبے کی حاجت ہی نہیں کیونکہ ان کا نکاح ولی کے نہ ہونے کی وجہ سے منہدم تھا اور یہ قانونی کاروائی پہلے چونکہ نہیں ہوئی تھی اس لئے ان کی جدائی کےلئے بھی اس کی حاجت نہیں اور دنیا کی کسی بھی عدالت میں وہ قانونی لحاظ سے اپنے نکاح کو ثابت ہی نہیں کرسکتا۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

تفہیمِ دین

کتاب النکاح، صفحہ: 298

محدث فتویٰ